بعض اہم اور ضروری امور

(۱۹۴۲ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

بعض اہم اور ضروری امور

(تقریر فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۲ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جلسہ سالانہ کے موقع پر نمازوں کے انتظام میں اصلاح کی جائے

سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج نماز میں سہو ہوگیا تھا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ سہو کرادیا گیا تھا میں دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد کے لئے بیٹھا کہ کسی نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ جس کے معنے یہ تھے کہ یہ تشہّد کا موقع نہیں آپ بھول گئے ہیں اور کھڑا ہونے لگا کہ پھر آواز آئی سُبْحَانَ اللّٰهِ اس پر میں بیٹھا ہی رہا تھا کہ پھر کسی نے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا اِس پر میں کھڑا ہوگیا مگر ابھی سورہ فاتحہ کی دو تین ہی آیات پڑھی تھیں کہ پھر سُبْحَانَ اللّٰهِ کی آواز آئی اِس پر میں نے سمجھ لیا کہ دراصل میں نہیں بُھولا بلکہ خضر ہی بُھولے ہوئے تھے۔ بہرحال غلطی شروع ہوچکی تھی اِس لئے بعد میں سجدہ سہو کیا گیا تھا اور مجھے خطرہ تھا کہ لوگوں نے پانچویں رکعت نہ شروع کردی ہو وہ دراصل سجدہ سہو تھا۔ ایک صاحب نے کہا ہے کہ یہاں تو روز ہی نماز خراب کی جاتی ہے یہ منتظمین کا نقص ہے اتنے سالوں سے یہ نقص چلا آتا ہے اور وہ اِس کی اصلاح نہیں کراسکے اِس کے لئے کوئی پختہ انتظام ہونا چاہیئے۔ منتظم ہمیشہ بڑے اصرار سے کہتے ہیں کہ اب کے ٹھیک انتظام کردیا گیا ہے مگر جب پھر غلطی ہوتی ہے تو اِس قسم کا جواب دے دیتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے کہا تھا کہ انتظام کرے اور اُس نے فلاں سے کہہ دیا تھا اِن کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کہتے ہیں کہ کسی امیر آدمی کے پاس کوئی فقیر آگیا اور سوال کیا اُس نے کہا اِس وقت جاؤ اس وقت پیسے نہیں ہیں مگر فقیر اصرار کرنے لگا کہ اس کے کام میں حرج

واقع ہو رہا تھا اس نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس کے بڑے ملازم ہیں ایک نوکر سے کہا کہ جمال الدین! جاؤ کمال دین سے کہو وہ صدر دین کو کہے کہ فخر دین کو حکم دے کہ اِس شخص کو باہر نکال دے۔ یہ سن کر فقیر بولا کہ جبرئیل! تُو اسرافیل سے کہہ کہ وہ میکائیل کو کہے کہ عزرائیل کو حکم دے کہ اِس شخص کی جان نکال لے۔ تو اِسی قسم کا انتظام ہمارے منتظمین کرتے ہیں۔ انتظام یہ نہیں کہ کسی سے کہہ دیا جائے کہ فلاں شخص سے کہہ دو کہ کام کرے بلکہ انتظام کرنے کے معنے یہ ہیں کہ خود کیا جائے۔ اور پھر جب دریافت کیا جائے کہ کیا انتظام ہو گیا؟ تو کہتے ہیں کہ جی ہاں خُوب اچھی طرح انتظام کر دیا گیا ہے۔ گویا انتظام کرنے کا کریڈٹ وہ خود لینا چاہتے ہیں مگر جب خرابی ہو تو پھر کہیں گے کہ جی ہم نے تو فلاں سے کہہ دیا تھا کہ وہ فلاں کو اِس کام کے لئے تاکید کر دے۔ مثلاً کسی سے کہا جائے کہ فلاں شخص کو ایک میل پر پہنچانا ہے اور جب پوچھا جائے کہ پہنچا دیا؟ تو کہیں گے کہ جی ہاں پہنچا دیا گویا وہ خود ایک میل پر گئے اور اُسے وہاں پہنچایا مگر جب غلطی معلوم ہو اور پھر پوچھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خود تو کہیں بھی نہیں گئے بلکہ کمرہ میں ہی بیٹھے بیٹھے کسی سے کہہ دیا تھا کہ اسے پہنچا دیا جائے۔ تو یہ انتظام کا طریق نہیں۔ انتظام کرنے کے یہ معنے ہیں کہ خود کیا جائے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ نماز عبادت کا ایک اہم رُکن ہے اِس کے متعلق ضرور ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ اِس میں غلطی کا امکان نہ ہو جلسہ کے دنوں میں یہ انتظام افسر سٹیج کے سپرد ہونا چاہئے اور افسر جلسہ گاہ کے ماتحت ہونا چاہئے اور انہیں چاہئے کہ خود ایسے آدمی مقرر کریں کہ جن کے سِوا کوئی نہ بولے اب دیکھا گیا ہے کہ بچے یونہی بیچ میں بول پڑتے ہیں لوگوں سے کہا جائے کہ اپنے بچوں کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ وہ یونہی بیچ میں نہ بولا کریں۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر احباب کی ملاقات

اِس کے بعد میں ایک واقعہ کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اگرچہ پرائیویٹ ہے مگر اس لئے بیان کرتا ہوں کہ دوسروں کو بھی فائدہ ہو سکے۔ آج ملاقات کے بعد مجھے پرائیویٹ سیکرٹری نے بتایا کہ ایک عزیز مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے اور انہوں نے دروازہ میں داخل ہونا چاہا مگر پہرہ دار نے روکا انہوں نے کہا کہ میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں مگر پہرہ دار نے کہا کہ میں نہیں جانتا آپ کون ہیں۔ اُس عزیز نے کہا میں اِسی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں جس کی ملاقات ہو رہی ہے اِس پر پہرہ دار نے کہا کہ آپ وقت پر کیوں نہیں آئے بعد از وقت میں اجازت نہیں دے سکتا اس پر بھی اس عزیز نے ملاقات پر اصرار کیا پہرہ دار نے اجازت نہ

دی تو اُس نے اسے مُکّا مارا جس سے پہرہ دار کے جسم سے خون بہہ نکلا۔ اِس واقعہ میں دونوں کی غلطی ہے اُس نوجوان کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہ مخلص ہے اور اُس نے ایسے وقت میں اپنے اخلاص کو قائم رکھا جبکہ اُس کے بزرگ اس سے محروم ہو گئے تھے وہ ملاقات کرنا چاہتے تھے تو اِس طرح اُن کو روکنا مناسب نہ تھا۔ چاہیئے یہ تھا کہ پہرہ دار انہیں کہتے کہ تشریف لائیے آپ کا کس جماعت کے ساتھ تعلق ہے اور پھر اُس جماعت کے سیکرٹری صاحب کے پاس لے جاتے کہ یہ آپ کی جماعت کے فرد ہیں اور اس طرح ان کے لئے میرے ساتھ ملاقات کا انتظام کرتے۔ پہرہ والوں کو سوچنا چاہیئے تھا کہ ان کے روکنے کے بعد میرے ساتھ ملاقات کا ان کے پاس کیا ذریعہ تھا۔ اس بات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ بادشاہت نہیں بلکہ خلافت ہے خلافت کو بادشاہت کا رنگ ہرگز نہیں دینا چاہیئے۔ روکنے والے کو خود غور کرنا چاہیئے تھا کہ اگر وہ خود باہر کا رہنے والا ہوتا سال کے بعد یہاں آتا اور پھر اُسے خلیفہ کے ساتھ ملاقات سے روکا جاتا تو اُسے کتنا دُکھ ہوتا اور اِس دُکھ کا احساس کرتے ہوئے اسے اس طرح روکنا نہ چاہیئے تھا۔ ملاقات کا موجودہ انتظام تو اس لئے ہے کہ جماعتیں اکٹھی ملیں تا واقفیت ہو سکے مگر بعض دفعہ ایک جماعت کے ساتھ دوسری جماعت کا کوئی دوست بھی آ جاتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں اگر اسے آنے بھی دیا جاتا تو کیا اُس نے آتے ہی گولی چلا دینی تھی؟ یہ انتظام تو صرف سہولت کے لئے ہے ورنہ لوگوں نے بہر حال ملنا ہے۔ پس جہاں تک ملاقات سے روکنے کا تعلق ہے روکنے والے کی غلطی ہے باقی رہا مُکّا مارنے کا معاملہ سو مارنے والا سپاہی ہے اور فوجی افسر ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ان کو مُکّا بازی آ گئی مگر اتنا کہتا ہوں یہ شرعاً ناجائز ہے۔ اگر ان پر ظلم ہؤا تو چاہیئے تھا کہ وہ اسے برداشت کرتے تاہم جسے مارا گیا ہے میں اسے کہتا ہوں کہ وہ معاف کر دے کیونکہ اس نے اس جذبہ کے زیر اثر مارا ہے کہ اسے خلیفہ سے ملنے سے روکا گیا۔ جب پہلے سال زنانہ جلسہ گاہ میں لاؤڈ سپیکر لگایا گیا تو بعض لڑکیوں کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ آنے والی عورتوں کو کُھل کر بیٹھنے کو کہیں ان میں میری لڑکی کی بھی ڈیوٹی تھی بعض زمیندار عورتیں آئیں تو میری لڑکی نے ان سے کہا کہ یہیں بیٹھ جائیں آگے جانے کی ضرورت نہیں لاؤڈ سپیکر میں سے آواز پہنچتی رہے گی۔ اُن عورتوں نے اِس بات کو بہت بُرا منایا اور میری لڑکی کو نیچے گِرا کر مارنے لگیں کہ تم ہمیں سننے سے روکتی ہو کیا یہاں اس بھونپو میں سے آواز آ سکتی ہے۔ میری لڑکی نے میرے پاس آ کر یہ بات بیان کی تو میں نے ہنس کر کہا کہ تمہیں بہت ثواب ہؤا کہ تم نے خدا کے لئے مار کھائی پس مَیں نے یہ واقعہ

عَلَی الْاِعْلَان اس لئے بیان کر دیا ہے کہ دوستوں پر واضح ہو جائے کہ دفتر والوں کا یہ کام نہیں کہ ملاقات سے کسی کو روکیں۔ انہیں چاہئے کہ جماعت کے عہدیداروں سے پوچھیں کہ فلاں شخص آپ کی جماعت کا ہے یا نہیں اور پھر اس کے لئے ملاقات کا موقع بہم پہنچائیں اور اگر کوئی کارکن کسی کو اُس وقت روکے جبکہ اُس کی جماعت مل رہی ہو تو اسے چاہئے کہ اصرار کرے کہ وہ ضرور ملے گا اور کہ اسے روکنے کا کسی کو حق نہیں۔

اخبار نور کا ایک مضمون اور اسکی حقیقت

اب میں ایک اور بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اخبار نور کا ۳ رستمبر کا ایک مضمون میرے سامنے ہے یہ واقعہ جس کا اِس میں ذکر کیا گیا ہے اُن دنوں کا ہے جب مَیں قادیان سے باہر تھا جب یہ واقعہ ہؤا شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نُور نے مجھے اس کے متعلق خط لکھا کہ ایسا ایسا واقعہ ہؤا ہے میں واپس آنے والا تھا اُن دنوں بارشیں بہت ہوئی تھیں اور اخباروں میں بھی چھپا تھا کہ بارش کی وجہ سے راستے خراب ہو چکے ہیں اِس لئے دس بارہ روز تک نہ پہنچ سکا حتّٰی کہ ڈاک بھی ۳،۴ دن نہ مل سکی تھی۔ شیخ صاحب کا یہ خط بیس اکیس اگست کو مجھے ملا اور ۲۴ کو ہم قادیان روانہ ہو گئے۔ اِس اخبار پر ۲ رستمبر کی تاریخ ہے اور یہ امرتسر میں چھپتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ یہ اگست کے آخر میں چھپ چکا تھا گویا اِس کا مضمون وہ ۲۴، ۲۵ کو دے چکے ہوئے تھے اور اِس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ یہ خط انہوں نے رسماً لکھ دیا اِس کا مقصد یہ نہ تھا کہ سلسلہ کی طرف سے تحقیقات کی جائے اگر یہ نیت ہوتی تو اخبار میں اس مضمون کی اشاعت کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اگر انہیں اِس بات کا خیال ہوتا کہ انہوں نے میری بیعت کی ہوئی ہے تو مجھے خط لکھنے کے بعد اگر دو ماہ تک بھی انتظار کرنا پڑتا تو کرتے۔ میں نے اخبار ''الفضل'' میں اس مضمون کے بارہ میں یہ اعلان کرایا تھا کہ اِس کے متعلق بعد میں اعلان کرایا جائے گا اس پر شیخ محمد یوسف صاحب نے مجھے لکھا کہ جب اِس معاملہ کی تحقیقات کرائی جائے تو مجھے بھی موقع دیا جائے۔ میں نے اِس کا جواب یہ دیا کہ جب آپ نے اخبار میں مضمون چھاپا تھا تو کیا مجھے یا سلسلہ کے کارکنوں کو اپنا پہلو پیش کرنے کا موقع دیا تھا اگر آپ ایسا کرتے تو آپ کا بھی حق ہوتا کہ آپ کو موقع دیا جائے۔ آپ نے اخبار میں اپنی مظلومیت بیان کر دی اور سلسلہ کا ظالم ہونا بیان کر دیا آپ کو چاہئے تھا کہ مجھ سے پوچھ لیتے یا امور عامہ سے پوچھ لیتے کہ میں نے اس طرح چِٹھی لکھی تھی اِس کا کیا بنا ہے؟ یا اگر خود ہی مضمون شائع کرنا چاہتے تھے تو مجھے لکھ دیتے کہ اب آپ دخل نہ دیں میں خود ہی انتظام کر لونگا۔ یہ بھی

تو اِن کو سوچنا چاہئے تھا کہ جب انہوں نے ایک بات سن کر مجھے لکھ دی تو دوسرے کا بھی حق تھا کہ میں فیصلہ سے پہلے اِس کا بیان سُنتا اور اِس کے لئے انہیں انتظار کرنا چاہئے تھا۔ اب میں بتاتا ہوں کہ اِس مضمون میں ایسی باتیں موجود ہیں جو خود اِس کی دوسری باتوں کی تردید کرتی ہیں مثلاً اس میں لوکل پریذیڈنٹ اور ناظر امور عامہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے ظالمانہ طور پر پولیس کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا اور اصرار کیا کہ ان لڑکوں کو ہتھکڑیاں لگائی جائیں ان کے الفاظ یہ ہیں:-

''یہ معاملہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ جنرل پریذیڈنٹ کے ذریعہ اور ناظر صاحب امور عامہ کے ایماء پر پولیس کے حوالہ کیا گیا اور زور دیا گیا کہ فوراً ہی ایڈیٹر نُور کے چاروں لڑکوں کے برخلاف پرچہ چاک کر کے ہتھکڑیاں لگائی جائیں۔ دو دُور اندیش شخصوں نے جس میں ایک ہندو جنٹلمین اور ایک مسلمان صاحب تھے جن کا میں بیحد مشکور ہوں نے کہا کہ لڑکوں کا والد یہاں نہیں ہے کوئی لڑکا بی۔ اے میں پڑھ رہا ہے، کوئی گریجوایٹ آپ ان کی زندگی کیوں خراب کرتے ہیں کم سے کم ان کے والد کا تو انتظار کر لیجئے مگر مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ نے کہا کہ انتظار کی کوئی ضرورت نہیں ہم دنیا میں مساوات قائم کرنا چاہتے ہیں کچھ پرواہ نہیں خواہ یہ ایڈیٹر نُور کے لڑکے ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے جب مولوی عبدالرحمٰن صاحب یہ کہہ رہے تھے تو مارے خوشی اور جوش کے ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔''

اِس معاملہ میں سب بڑے اور اہم گواہ وہ ہندو جنٹلمین اور وہ مسلمان صاحب ہو سکتے ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے اور میں نے دونوں سے دریافت کیا ہے اور دونوں کی گواہی لی ہے۔ ہندو جنٹلمین نے تو کہا ہے کہ مجھ سے کسی نے یہ بات نہیں کی کہ ہم چونکہ مساوات چاہتے ہیں اس لئے ان لڑکوں کو ضرور ہتھکڑیاں لگائی جائیں بلکہ لوکل پریذیڈنٹ نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ یہ شکایت پولیس میں درج کرانے سے پہلے ناظر صاحب امور عامہ سے پوچھ لیا جائے اور انہوں نے میرے سامنے ناظر صاحب کو فون کیا اور ناظر صاحب امور عامہ نے جواب دیا کہ بہتر ہے کہ دونوں میں صلح کرا دی جائے۔ یہ تو ہے ہندو جنٹلمین کی گواہی۔ مسلمان محسن نے یہ تحریری شہادت دی ہے کہ ناظر صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر صلح ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ لوکل پریذیڈنٹ کا چہرہ مارے جوش کے سُرخ ہو رہا تھا میں نے اُس ہندو جنٹلمین سے اِس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس واقعہ کے متعلق مَیں

نے ناظر صاحب امور عامہ کا بیان بھی لیا ہے انہوں نے بتایا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور شکایت کی کہ مجھے بعض نوجوانوں نے مارا ہے مجھے اجازت دی جائے کہ میں پولیس میں جاؤں اور میں نے اسے اجازت دے دی۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ میں نے کہا کہ ان لڑکوں کو ضرور پکڑواؤ اور قید کراؤ۔ (یہاں میں اس امر کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر کیس قابلِ دست اندازی پولیس نہیں ہوتا اور اس لئے یہ بُزدلی ہے کہ یہ خیال کر کے کہ گورنمنٹ کے افسر کیا کہیں گے ہر ایسے معاملہ کو پولیس میں بھیج دیا جائے۔ میرے نزدیک اس کے لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ ایسا معاملہ جس میں معمولی ضربات آئی تھیں پولیس کے حوالہ کر دیا جاتا یہ الگ بات ہے کہ اِس معاملہ میں کسی نہ کسی وجہ سے پولیس بھی کوئی قدم نہ اُٹھانا چاہتی تھی پھر بھی ناظر امور عامہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ جتنا حق قانون نے ہمیں دیا ہے اُسے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ پہلے ہی حکومت نے بہت حد تک آزادیاں ہم سے چھین رکھی ہیں اور جو کچھ اُس نے حق ہمیں دیا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اسے ہم خود چھوڑ دیں)۔ پھر شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ شیرا کے ۲۷ سالہ لڑکے نے میرے لڑکے عزیز محمد ادریس پر بے تحاشا لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں ایک لاٹھی سر پر بھی پڑی اور باقی پیٹھ پر مگر میرے لڑکے نے بہت صبر سے کام لیا اور ہاتھ نہ اُٹھایا مگر اِس کے بعد اُس ظالم شخص نے میرے چھوٹے لڑکے عزیز بشیر احمد جس کی عمر ۱۴، ۱۵ سال کی ہوگی کے سر پر زور سے لاٹھی ماری جس سے یہ چھوٹا بچہ چکر کھا کر اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا اگر اُس پر ایک اور لاٹھی پڑ جاتی تو وہ یقیناً چت تھا یہ نقشہ دیکھ کر بڑے بھائی سے برداشت نہ ہوسکا اور وہ اُس ظالم سے گُتھم گُتھا ہو گیا میرے دونوں لڑکے نہتے تھے اگر ان کی نیت فساد کی ہوتی تو پھر وہ نہتے نہ ہوتے۔ جب ادریس اور شیرے کا لڑکا گُتھم گُتھا ہو رہے تھے تو ایک اور لڑکا مدد کے لئے آیا اُس لڑکے کو اتفاقِ حسنہ سے شیرا اور اس کے لڑکے نے میرا لڑکا ہی سمجھا۔ گویا ظلم دوسرے فریق کا تھا لیکن جس لڑکے کے متعلق اس میں لکھا ہے کہ وہ بچانے آیا میں نے اس واقعہ کے متعلق اُس کا بیان لیا ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ شیخ صاحب کے لڑکوں نے پہلے اُس شخص کو مارا وہ مار کھا کر اندر گُھسا۔ ان لڑکوں نے اس کا تعاقب کیا اندر سے عورتوں نے شور مچایا مضروب کا باپ آ گیا اس نے چُھڑایا اور دونوں کو نصیحت کی۔ پھر بے شک اس شخص نے بھی مارا مگر پہلے خواہ بُزدلی کی وجہ سے اور خواہ نیکی کی وجہ سے اُس نے نہیں مارا بلکہ مار کھا کر بھاگا اور اندر داخل ہو گیا اتنے میں اُس کا باپ آ گیا اور پھر اُس نے بے شک لاٹھیاں ماریں۔ شیخ صاحب نے لکھا ہے کہ میرے لڑکے پر بے تحاشا لاٹھیاں برسائی گئیں اور وہ بے ہوش

ہو کر گر گیا مگر اس تیسرے لڑکے کا بیان ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہؤا۔ شیخ صاحب نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک اور لڑکا آ گیا مارنے والوں نے اسے بھی میرا ہی لڑکا سمجھا۔ شیخ صاحب کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ لڑکا اتفاقاً وہاں آ گیا تھا مگر میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں بازار میں بیٹھا تھا کہ شیخ صاحب کے لڑکے میرے پاس آئے اور چونکہ میں ان کا دوست تھا اس لئے مجھے ساتھ لے کر گئے۔ یہ تیسرا لڑکا بھی ملزم تھا اِس لئے اُسے مدعی سے کوئی ہمدردی نہیں ہوسکتی۔ پھر اس نے بعض ایسی باتیں بھی بیان کی ہیں جو خود اسکے خلاف ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بیان درست ہے اور اس کا یہ بیان ہے کہ پہلے مدعی کو مارا گیا وہ بھاگا، بھاگتے ہوئے دہلیز سے ٹھوکر کھا کر گرا۔ یہ لڑکے اُس کے پیچھے اندر جا گھسے اور اُسے مارنے لگے عورتوں نے شور مچایا اُس کا باپ آ گیا اس نے چُھڑایا اور پھر مدعی نے ان لڑکوں کو کچھ مارا مگر شیخ صاحب کے لڑکوں میں سے بے ہوش کوئی نہیں ہؤا۔

شیخ صاحب نے خاں صاحب مولوی فرزند علی صاحب پر بھی الزام لگایا ہے کہ انہوں نے بھی اس معاملہ میں دلچسپی لی میں نے اس کی بھی تحقیقات کی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ وہ لوگ جو مدعی ہیں وہ خانصاحب کے مزارع ہیں وہ ان کے پاس گئے اور اُن سے شکایت کی انہوں نے ان سے کہہ دیا کہ میں تو بیمار ہوں تم امور عامہ میں جاؤ انہوں نے کہا کہ ہمیں رُقعہ لکھ دو چنانچہ خانصاحب نے رُقعہ لکھ دیا بس اِس سے زیادہ خانصاحب پر کوئی الزام ثابت نہیں ہوتا۔ شیخ صاحب نے پھر لکھا ہے کہ نظارت اور لوکل پریذیڈنٹ کا فرض تھا کہ وہ پہلے لڑکوں سے پوچھتے پھر کوئی قدم اُٹھاتے۔ اِس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ ان کا بھی فرض تھا کہ اخبار میں لکھنے سے پہلے متعلقہ افراد سے پوچھ لیتے کہ واقعہ کیا ہے؟ اِس مضمون کو پڑھ کر بعض دوستوں نے مجھے لکھا ہے کہ اِس کا کوئی انتظام ہونا چاہئے مگر میں اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ تقریر میں اصل حالات کا ذکر کر دوں شیخ صاحب کی عادت ہے کہ وہ گھر کے جھگڑوں کو اخبار میں لے آتے ہیں حالانکہ انہیں بار بار سمجھایا گیا ہے کہ یہ عادت اچھی نہیں میں متواتر بیس سال سے سمجھا رہا ہوں کہ وہ اپنی اس عادت کی اصلاح کریں مگر انہوں نے ابھی نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے نَومسلم ہونے کی وجہ سے میں ان کا لحاظ بھی کرتا ہوں بعض ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے میر قاسم علی صاحب مرحوم (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے) کا اخبار بند کر دیا گیا تھا ان کی طرف سے ہونے کے باوجود میں نے کوئی نوٹس نہیں لیا مگر ہر چیز کی حد ہوتی ہے ان کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے اسلام کی قیمت نہ ڈالیں بلکہ اپنے

اسلام کو مزید قربانی سے خوبصورت بنائیں۔اب چونکہ انہوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے اور دوسروں کے حقوق کا بھی سوال ہے میں نے مجبوراً اس کا ذکر کر دیا ورنہ یہ معمولی بات تھی بچوں کی لڑائی تھی۔ میں سمجھتا ہوں جماعتی لحاظ سے یہ غلطی ہوئی کہ ان کے بچوں کو پولیس کے پاس جانے دیا گیا یہ معاملہ گھر پر طے ہونا چاہئے تھا اور آئندہ ایسا ہی ہونا چاہئے مگر جو تکلیف انہیں بچوں کے پولیس میں جانے سے ہوئی اگر وہ اس پر صبر کرتے اور معاملہ سلسلہ کے پاس ہی رہنے دیتے تو اچھا ہوتا اب جو انہوں نے مضمون لکھا تو چونکہ ان کے دیکھے واقعات نہ تھے۔ اِس میں کئی غلطیاں کر گئے اور خلافِ واقعات سُنے سنائے لکھ دیئے۔ میری اس تقریر کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ لوکل پریذیڈنٹ یا ناظر امور عامہ کی بھی تسلی ہو جانی چاہئے خصوصاً جب کہ ان کی بھی یہ غلطی ہے کہ انہوں نے ایک معمولی لڑائی کی رپورٹ پولیس میں کرنے کی اجازت دی اور ماں باپ کے لئے تشویش کی صورت پیدا کی اور ایک نَومسلم جو اپنے عزیزوں کو چھوڑ کر ہم میں آیا تھا اُس کی دلداری کو مدنظر نہیں رکھا حالانکہ یہ ان کا فرض تھا۔

ایک اہم علمی مضمون

اِس کے بعد میں کل کے مضمون کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے بیان کرنے کی توفیق دی تو وہ ایسا مضمون ہوگا کہ جو دوستوں کو خصوصیت کے ساتھ توجہ سے سننا چاہئے جو لوگ اسے سمجھ سکیں گے وہ تسلیم کریں گے کہ یہ بہت ہی اہم مضمون ہے اور جو نہ بھی سمجھیں گے اُن کو مَیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ بہت اہم ہے اور جو کچھ سمجھیں گے اور کچھ نہ سمجھیں گے اُن کو مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ جو حصہ وہ آج نہ سمجھیں گے اُسے کَل سمجھ سکیں گے اور جسے وہ نہ سمجھیں گے ممکن ہے اگر نوٹ کر کے لے جائیں تو ان کا دوسرا بھائی جو جلسہ پر نہیں آ سکا شاید اسے سمجھ لے پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جو اِسے لکھ سکیں وہ ضرور لکھیں اور اِسے بار بار پڑھیں اِس کا کچھ حصہ تو تمہیدی ہوگا لیکن اصل مضمون کو جذب کرنا ہر احمدی کے لئے بہت ضروری ہے اور جو لوگ جلسہ پر نہیں آ سکے جو آئے ہیں ان کے لئے انہیں بتانا ضروری ہے۔

خدّام الاحمدیہ کا انعامی جھنڈا

آج کی تقریر شروع کرنے سے قبل میں خدام الاحمدیہ کا انعامی جھنڈا جو دورانِ سال میں سب سے اچھا کام کرنے والی مجلس کو دیا جاتا ہے مجلس دارالرحمت قادیان کے زعیم بابو غلام حسین صاحب کو دیتا ہوں میں اس محلّہ کی مجلس خدام الاحمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ کام میں اول رہی ہے اور میں امید

کرتا ہوں کہ اِس مجلس کے ممبر اِس جھنڈے کے احترام کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کریں گے اور اپنی زندگیوں کو احمدیت کے مطابق بنا کر یہ ثابت کر دیں گے کہ وہ واقعی اِس انعامی جھنڈے کے مستحق تھے اور انتخاب غلط نہ تھا۔

غلہ کے بارہ میں گورنمنٹ کی غلط پالیسی

گزشتہ سال کا قحط بیس سال کے بعد نیا اور تلخ تجربہ تھا پہلے اِس کے آثار فروری میں شروع ہوئے تھے لیکن مَیں نے گزشتہ جلسہ سالانہ پر دوستوں کو توجہ دلائی تھی کہ انہیں غلہ وغیرہ کا انتظام کرنا چاہئے اور میں نے اعلان کر دیا تھا کہ جو دوست غلہ خرید سکتے ہیں وہ فوراً خرید لیں بعض نے خریدا مگر بعض نے ہنس کر ٹال دیا اور دل میں سمجھ لیا کہ ہمارے پاس پیسے ہیں جب چاہیں گے لے لیں گے مگر جب آٹا وغیرہ ملنا بند ہوا تو اُن کو معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر تھے۔ دراصل ایسے موقع پر زیادہ تکلیف پیسہ والوں کو ہی ہوتی ہے غریب تو فاقہ بھی کر سکتا ہے مگر امیر کے لئے بُھوکا رہنا مشکل ہوتا ہے۔ میں اُس وقت سندھ میں تھا مجھے وہاں گندم کے اُن دانوں کا نمونہ بھیجا گیا جو لوگوں کو کھانے کو مل رہے تھے وہ بالکل سیاہ تھے اور اُن کی روٹیاں بالکل ایسی تھیں جیسے باجرہ کی ہوتی ہیں۔ اس کے بعد جب فصل نکلی تو میں نے پھر اعلان کیا کہ دوست غلہ جمع کر لیں اور بعض نے کیا بھی، نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت ہماری جماعت کے لوگوں کی حالت دوسروں کی نسبت بہت بہتر ہے۔ میں نے زمیندار دوستوں کو بھی یہ تحریک کی تھی کہ غلہ زیادہ پیدا کریں اور اسے حتّی الوسع جمع رکھیں اور بہت سے دوستوں نے ایسا کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود بھی فائدہ میں رہے اور ان کے ذریعہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ قادیان میں بھی بہت سے لوگوں نے غلہ خرید لیا تھا مگر جنہوں نے نہ خریدا اور غفلت کی اُن کے لئے پھر غلہ مہیا کرنے کی کوشش کی گئی تو سرگودھا کی جماعت نے مہیا کر دیا گو قیمتاً ہی دیا مگر یہ بھی غنیمت ہے کہ مل گیا ان کے پاس ذخائر تھے اور کئی سَو من غلہ ہمیں مل گیا مگر میرے بار بار توجہ دلانے کے باوجود بعض لوگوں نے احتیاط نہ کی قادیان میں بھی بعض لوگوں نے نہ کی اور انہیں تکلیف ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں اِس کی ایک وجہ پچھلے سال کا گورنمنٹ کا یہ اعلان تھا کہ لوگوں کو غلہ جمع نہ کرنا چاہئے کافی غلہ ہر وقت مل سکے گا۔ ہماری جماعت نے عام طور پر جمع کیا اور دوسرے لوگوں میں سے اُس طبقہ نے جو ہماری بات کی قدر کرتا ہے اِس پر عمل کیا مگر گورنمنٹ نے اعلان کیا کہ غلہ جمع نہ کیا جائے ورنہ چھین لیا جائے گا۔ مجھ سے بعض لوگوں نے اِس بارہ میں دریافت کیا تو میں نے جواب دیا کہ کھانے کے لئے اپنے پاس

رکھو۔ یہ گورنمنٹ کی سخت غلطی تھی جب گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا تو گندم کا بھاؤ چار روپے چھ آنے تھا اُس وقت بھاؤ مقرر نہ کیا گیا اور وہ چڑھتے چڑھتے پانچ روپے پانچ آنے تک جا پہنچا۔ پھر گورنمنٹ نے کنٹرول قائم کر دیا اِس کا لازمی نتیجہ یہ ہؤا کہ تاجر دلیر ہو گئے اور انہوں نے سمجھا کہ اگر ہم غلہ کو روک لیں تو اور زیادہ فائدہ اُٹھا سکیں گے پانچ روپے پانچ آنے بھاؤ مقرر کرنے کے معنے یہ تھے کہ گورنمنٹ نے جو قانون پاس کیا تھا وہ اُس کی تعمیل نہیں کرا سکی یہ گویا شکست کا اقرار تھا کہ ہم اپنے قانون کو نافذ نہیں کرا سکے۔ میں نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ دوست گندم خرید لیں مگر گورنمنٹ نے اعلان کیا کہ اُس نے پندرہ لاکھ من غلہ خریدا ہے اور کہ غلہ سستا ہو جائے گا اِس وجہ سے کئی لوگوں نے نہ بھی خریدا اور اب وہ دیکھ رہے ہیں کہ انہیں کس قدر تکلیف اُٹھانی پڑ رہی ہے۔ پچھلے سال تو بورے والا آٹا ملتا تھا مگر اب کے وہ بھی نہیں مل رہا اور معلوم نہیں گورنمنٹ کی خریدی ہوئی پندرہ لاکھ من گندم کہاں ہے۔ اب گورنمنٹ چھاپے مار رہی ہے اگر اس کے اپنے پاس پندرہ لاکھ من ہے تو لوگوں کے مکانوں پر گندم کی تلاش کے چھاپے کیوں مارے جا رہے ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ اس نے جو گندم خریدی تھی وہ ملٹری کی ضرورت کے لئے تھی اس صورت میں چاہئے تھا کہ وہ لوگوں سے کہہ دیتی کہ اپنی ضرورت کے لئے گندم خرید لو۔ اسلام نے غلہ کو مہنگا کرنے کے لئے روکنے سے منع کیا ہے مگر گھر کے لئے جمع کرنے سے نہیں روکا بلکہ یہ ضروری ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ متوکّل کون ہو سکتا ہے مگر آپ بھی اپنی ازواج مطہرات کو سال بھر کا غلہ مہیا کر دیتے تھے۔ گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ لوگوں سے کہتی کہ اپنی ضرورت کے لئے غلہ جمع کرو اور تاجروں سے کہتی کہ فروخت کرو مگر اس نے جو پالیسی اختیار کی وہ غلط تھی اور اس کے نتیجہ میں لوگوں کو سخت تکلیف پہنچی ہے مجھے بعض جگہ سے خطوط آئے ہیں کہ ہم پہلے چاول کھاتے تھے وہ ملنے بند ہوئے تو گیہوں کا آٹا شروع کیا اب آٹا بھی نہیں ملتا باجرہ کا آٹا دو تین سیر روپیہ کا مل رہا ہے۔ ڈھاکہ سے آج ہی مجھے ایک خط ملا ہے کہ نہایت ادنیٰ قسم کا چاول بیس روپیہ مَن مل رہا ہے حالانکہ پہلے موٹے چاول روپیہ کے دس بارہ سیر ملا کرتے تھے اور کشمیر میں تو ان کا بھاؤ اٹھارہ سیر فی روپیہ ہوتا تھا اب غریب لوگ کیا کھائیں۔

غرباء کے لئے غلہ کی تحریک اور نظامِ سلسلہ کی خوبی

اِسی سلسلہ میں میں نے تحریک کی تھی کہ غرباء کے لئے بھی دوست بطور امداد غلہ جمع کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کے غرباء کو پندرہ سَو مَن گندم جو اِن کی پانچ ماہ کی خوراک ہے تقسیم کی گئی اور انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ اسے آخری پانچ ماہ

کے لئے محفوظ رکھیں اور خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ قحط بھی عین اسی وقت شروع ہؤا۔ میں نے کہا تھا کہ جن لوگوں کو یہ گندم مہیا کی گئی ہے وہ اسے دسمبر میں کھانا شروع کریں اور قحط بھی دسمبر میں ہی شروع ہؤا ہے یہ بھی نظام کی ایک ایسی خوبی ظاہر ہوئی ہے کہ ساری دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی کہ ہر غریب کے گھر میں پانچ ماہ کا غلہ جمع کر دیا گیا۔ میں نے یہ ہدایت کی تھی کہ دسمبر سے پہلے اس کا استعمال شروع نہ کیا جائے میرا ارادہ ہے کہ جنوری کے بعد ایسے لوگوں کے گھروں میں آدمی بھجوا کر یہ معلوم کراؤں گا کہ انہوں نے وہ پہلے ہی تو نہیں کھا لیا اور جنہوں نے اِس ہدایت کی تعمیل میں بے احتیاطی کی ہوگی اُن کو اگر پھر دوبارہ خدا تعالیٰ نے اِس کی توفیق دی تو امداد دیتے وقت اُن لوگوں سے مؤخّر رکھا جائے گا جنہوں نے اِس ہدایت کی پابندی کی ہے یہ تو میں نہیں کہتا کہ صرف اُنہی کو دوبارہ امداد دی جائے گی جنہوں نے غلہ کو مقررہ وقت سے پہلے نہیں چھیڑا لیکن دوبارہ امداد کے وقت ہدایت کی پابندی کرنے والوں کو مقدّم ضرور کیا جائے گا۔

موجودہ حالت یہ ہے کہ غلہ مُلک میں کافی موجود ہے مگر ملتا نہیں۔ مجھے ایک واقف کار نے بتایا کہ گورداسپور میں ہی کئی لاکھ من غلہ موجود ہے مگر جب لوگ افسروں کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ان لوگوں کا گلا گھونٹ دیں جن کے پاس غلہ ہے؟ مگر سوال یہ ہے کہ اگر افسروں نے گلا گھونٹنے سے ڈرنا تھا تو پہلے ہی کیوں نہ اعلان کر دیا کہ لوگ اپنی اپنی ضروریات کے مطابق غلہ جمع کر لیں اِس صورت میں تو حکومت کو چاہئے تھا کہ غلہ زمیندار کے پاس ہی رہنے دیتی۔ زمیندار کی مثال تو چھلنی کی ہے وہ زیادہ دیر تک غلہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا اگر اس کے پاس ہوتا تو وقت پر ضرور مل سکتا۔ مگر بنیے تو دفن کر لیتے ہیں کہ جب قحط ہوگا نکال لیں گے۔ اِس وقت اگر زمیندار کے پاس غلہ ہوتا تو وہ ضرور فروخت کر دیتا مگر اس کے قبضہ میں اِس وقت ہے نہیں۔ گورنمنٹ کی غلط پالیسی کی وجہ سے غلہ بنیوں کے قبضہ میں جا چکا ہے اور وہ اب اسے نکالتے نہیں ہیں گورنمنٹ نے ان لوگوں کے قبضہ سے تو نکلوا دیا جن سے لوگوں کو مل سکتا تھا زمیندار تو غلہ فروخت کرنے پر مجبور بھی ہوتے ہیں انہوں نے سرکاری لگان ادا کرنا ہوتا ہے اس کے لئے بھی غلہ ہی فروخت کرتے ہیں اور ضروریات کی دوسری چیزیں خریدنے کے لئے بھی مگر جب ان کے پاس سے نکل کر بنیوں کے پاس جا پہنچا تو پھر ملنا مشکل ہے گورنمنٹ کا یہ اعلان عقل کے خلاف تھا۔ اس نے ۵/۴/۰ فی من نرخ مقرر کر دیا اور ساتھ کہہ دیا کہ اب ہم اِس سے زیادہ نہ بڑھائیں گے لیکن یہ خیال نہیں کیا کہ یہ تو منڈی کی قیمت تھی اور یہی قیمت مقرر کر دینا تاجر کی حق تلفی تھی اس وجہ سے

وہ مجبور ہو گئے کہ غلہ کو روک لیں یا چوری چوری گراں قیمت پر فروخت کریں اور اب یہ حالت ہے کہ گندم سات آٹھ روپے تک فی من فروخت ہو رہی ہے۔ اگر گورنمنٹ خود ہی کچھ نرخ بڑھا دیتی تو لوگ اسے بخوشی برداشت کر لیتے اور اِس تکلیف سے محفوظ رہ سکتے جو اِس وقت اُٹھانی پڑ رہی ہے اور ابھی خطرہ ہے کہ اِس سے بھی زیادہ خطرناک صورت نہ پیدا ہو جائے۔

زمینداروں کو نصیحت

میں نے زمینداروں کو نصیحت کی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ غلہ کاشت کریں اب تو جو بونا تھا بویا جا چکا اب میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وقت آنے پر کٹائی وغیرہ احتیاط سے کریں اندازہ ہے کہ اِس سال دس پندرہ فی صدی غلہ زیادہ پیدا ہو سکے گا۔ پھر میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ سوائے اشدّ مجبوری کے غلہ فروخت نہ کیا جائے اور اپنے پاس محفوظ رکھا جائے نفع کمانے کے لئے نہیں بلکہ تکلیف سے بچنے کے لئے سوائے اس کے کہ حکومت جبراً چھین لے لیکن جب تک وہ مجبور نہ کرے محض اعلانوں سے نہ ڈریں۔ بظاہر اگلا سال اِس سے بھی بہت سخت ہو گا اگر حکومت عقلمندی سے کام لے تو بیس لاکھ من کے قریب گندم فصل نکلنے پر خرید لے۔ اِس پر اگر ایک دو کروڑ روپیہ خرچ کرنا پڑے تو لوگوں کے فائدے کے پیش نظر معمولی بات ہے اگر روپیہ نہ ہو تو بنک سے سُود پر قرض لے سکتی ہے (وہ اسلامی احکام کے تابع نہیں کہ سُود کا عُذر کرے) اور پھر خرید شُدہ گندم پر منافع لگا کر پورا بھی کر سکتی ہے اس سے بنیوں کا زور ٹوٹ جائے گا مگر یہ سٹاک ملٹری ضروریات کے لئے نہ ہو بلکہ ملٹری کے لئے اس سے الگ خریدا جائے۔ اب تو خریف کا وقت گزر چکا ہے آئندہ خریف پر زیادہ سے زیادہ اشیاء خوردنی کی کاشت کرنی چاہیئے۔ بعض زمیندار خیال کرتے ہیں کہ جوار اور باجرہ وغیرہ کی کاشت کی کیا ضرورت ہے مگر اب تو ان لوگوں نے جن کے پاس جوار اور باجرہ وغیرہ تھا اتنا ہی نفع کمایا ہے جتنا گندم والوں نے۔ اگر مارکیٹ میں جوار اور باجرہ کافی مقدار میں ہو تو گندم اتنی گراں رہ ہی نہیں سکتی۔ پس میں زمینداروں کو نصیحت کرتا ہوں کہ خریف کی فصل زیادہ بوئیں اور کھانے پینے کی اشیاء زیادہ کاشت کریں۔ ملازمت اور تجارت پیشہ احباب کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اخراجات میں کمی کریں اور کچھ نہ کچھ ضرور پس انداز کرتے رہیں اور جہاں تک ہو سکے اکٹھی گندم خرید لیں ورنہ بعد میں تکلیف اُٹھائیں گے۔ آج ہی ایک احمدی کا خط مجھے ملا کہ افسوس میں نے آپ کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور اِس کے نتیجہ میں آج سخت تکلیف اُٹھا رہا ہوں۔ پہلے چاول کھانے کے عادی تھے اسے چھوڑ کر گندم استعمال کرنے لگے وہ نہ ملی تو جوار شروع کی، پھر باجرہ کیا، اب

وہ بھی نہیں ملتا۔ پس ان باتوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور جب خدا تعالیٰ نے عقل اور سمجھ دے رکھی ہے تو کیوں اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو تکلیف میں ڈالا جائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ گزشتہ جنگ کے موقع پر بھی قحط پڑا تھا مگر وہ جلد ہی دُور ہو گیا تھا مگر یہ خیال صحیح نہیں یہ جنگ اس سے بہت مختلف ہے اور میرا خیال ہے اب کے قحط بہت لمبا ہو گا۔

کپڑا حاصل کرنے میں دقّت اور اس کا علاج

دوسری بڑی تکلیف آج کل کپڑے کی ہے میرے سامنے کچھ عرصہ ہوا ایک عزیز نے یہ تکلیف بیان کی کہ کپڑا بہت گراں ہو گیا ہے۔ تو میں نے انہیں جواب دیا تھا کہ کھدر پہنیں کپڑے پر تاجر بہت زیادہ نفع لگاتے ہیں۔ فرض کرو ایک من روئی کی قیمت پچاس روپیہ ہو تو ایک من کپڑے کی قیمت قریباً پانسو روپیہ ہوتی ہے لیکن اگر زمیندار پھر گھروں میں چرخوں کو رواج دیں۔ سوت کاتیں اور جولاہوں سے کپڑا بنوا کر استعمال کریں تو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ ململ، لٹھا اور دوسرے ایسے کپڑوں کا استعمال ترک کر دیں۔ میں نے تو تجویز کی ہے کہ جب میری موجودہ قمیصیں پھٹ جائیں تو کھدّر کی بنواؤں گا اور اپنے گھروں میں بھی کہا ہے کہ ایک ایک چرخہ منگواؤ، رُوئی خریدو اور سُوت کات کر کھدّر بنواؤ۔ شہر کے لوگ عام طور پر یہ نہیں کر سکتے مگر دیہات کے بڑی آسانی سے کر سکتے ہیں اور اِس طرح اپنا بہت سا روپیہ بچا سکتے ہیں۔ میں یہاں اس امر کی وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ کانگرس کے اصول کی اِتّباع نہیں بلکہ اپنی تکلیف دور کرنے کی وجہ سے یہ تحریک کر رہا ہوں۔

کھانڈ کی بجائے گُڑ شکر استعمال کریں

اسی طرح اب گُڑ شکر نکلنے والا ہے دوستوں کو چاہئے کہ حتی الوسع وہ بھی جمع کر لیں اور کھانڈ مصری کی بجائے اسے استعمال کریں۔ آخر ہمارے باپ دادا پہلے انہی چیزوں کا ہی استعمال کیا کرتے تھے۔ پُرانے زمانہ میں تو ہمارے ملک میں گُڑ ایک نعمت سمجھی جاتی تھی۔ کہتے ہیں کچھ لڑکے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ملکہ انگلستان کیا کھاتی ہو گی کسی نے کہا پلاؤ کھاتی ہو گی کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ بُڈھا باپ یہ باتیں سن رہا تھا غصہ سے بولا کہ کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے جو ایسی باتیں کرتے ہو ملکہ تو گُڑ کھاتی ہو گی ایک طرف بھی گُڑ رکھا رہتا ہو گا دوسری طرف بھی گُڑ اُدھر گئی تو گُڑ کھا لیا اور اِدھر آئی تو پھر گُڑ کھا لیا۔ تو ہمارے ملک کا گُڑ اتنا شاندار ہوتا تھا مگر اب وہ بھی تنزل میں آچکا ہے۔ زمینداروں نے بھی کھانڈ اور مصری کا استعمال شروع کر دیا ہے مگر اب میں

دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان چیزوں کا خیال جانے دیں اور گُڑ شکر استعمال کریں بنگال سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں چینی ایک روپیہ سیر ہوگئی ہے یہ کتنا ظلم ہے میں نے تو اب نمکین چائے کا استعمال شروع کر دیا ہے جو لوگ دودھ استعمال کرتے ہیں وہ بھی اگر نمک ڈال کر پئیں تو دیکھیں گے کہ نمک سے بھی دودھ بہت لذیذ ہو جاتا ہے بے شک نمک بھی مہنگا ہو چکا ہے مگر وہ تھوڑا سا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ چند سالوں ہی کی بات ہے اتنے عرصہ کے لئے کھانڈ اور مصری وغیرہ کا استعمال ترک کر دو۔ زمینداروں کو چاہئے کہ لگان وغیرہ ادا کرنے کے لئے بھی گُڑ شکر فروخت نہ کریں بلکہ میں کہوں گا جن کے پاس ہوں وہ زیور بیچ کر لگان ادا کریں اور گُڑ شکر جمع کریں یہ صرف سال دو سال کی بات ہے گزر جائے گی اس وقت پھر مصری اور کھانڈ وغیرہ استعمال کر لینا فِی الحال چھوڑ دو۔

مٹی کے برتنوں کے استعمال کی ہدایت

آجکل برتنوں وغیرہ کی بہت تکلیف ہے برتن بہت مہنگے ہو چکے ہیں جو برتن پہلے ۴ یا ۵ آنہ میں قلعی ہو جاتا تھا اب روپیہ ڈیڑھ روپیہ میں ہوتا ہے اس لئے چاہئے کہ لوگ مٹی کے برتنوں کا استعمال شروع کر دیں۔ ہمارے باپ دادا قریباً سات ہزار سال تک مٹی کے برتن ہی استعمال کرتے رہے ہیں اور اگر ہم کریں تو کیا حرج ہوگا اور ہم کیوں مٹی کے برتنوں میں کھا پی نہیں سکتے۔ عورتیں بعض اوقات اعتراض کیا کرتی ہیں کہ فلاں کھانا مٹی کے برتن میں نہیں پکتا مگر میں کہتا ہوں ایسا کھانا نہ پکاؤ۔ مٹی کے برتن بھی بہت اچھے اچھے بنتے ہیں ملتان کے علاقہ میں مٹی کی ہنڈیاں نہایت اعلیٰ تیار ہوتی ہیں چائے پینے کا چینی کا سیٹ اب ۱۲، ۱۳ روپیہ میں ملتا ہے۔ اس کی بجائے بھی مٹی کا سیٹ استعمال کرنا چاہئے۔ میرے پاس ایک مٹی کا سیٹ ہے اس پر بہت خوبصورت روغن کیا ہوا ہے اور پالم پور کے سفر میں مَیں وہی استعمال کرتا رہا ہوں تو دوستوں کو چاہئے کہ مٹی کے برتن استعمال کریں۔ چِینی کے برتن تو بہت گِراں ہو چکے ہیں معمولی قسم کا سیٹ جو پہلے ڈیڑھ دو روپیہ میں آجاتا تھا اب ۱۲، ۱۳ روپیہ میں ملتا ہے۔ گویا نَو گُنا قیمت بڑھ چکی ہے اور پھر یہ چینی کے برتن ٹُوٹ بڑی جلدی جاتے ہیں اور اِس طرح نقصان بہت ہوتا ہے۔ مٹی کا برتن اگر ٹُوٹ بھی جائے تو اتنا نقصان نہیں ہوتا غالب نے کہا ہے کہ۔

اور بازار سے لے آئے اگر ٹُوٹ گیا
ساغرِ جم سے میرا جام سفال اچھا ہے

غالب کا یہ نظریہ اس زمانہ میں خاص طور پر درست معلوم ہوتا ہے مٹی کے برتن بہت اچھے ہیں پیسے کم خرچ آتے ہیں اور اگر ٹوٹ جائے تو آسانی سے اور لیا جا سکتا ہے۔

زمینیں اور مکانات ابھی نہ خریدیں

اِس کے علاوہ میں زمینداروں کو ایک اور نصیحت بھی کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آجکل انہیں پیسے خُوب مل رہے ہیں ہر چیز گراں فروخت ہو رہی ہے اور ابھی خدا تعالیٰ نے چاہا تو اور بھی پیسے انہیں آئیں گے اور حالت کے بہتر ہونے پر انہیں مغرور نہ ہونا چاہئے۔ قرآن کریم نے اکڑ اکڑ کر چلنے سے منع فرمایا اور فرمایا ہے کہ اِس طرح انسان نہ آسمان پر پہنچ سکتا ہے اور نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے۔[1] پہلے ان کی حالت بہت خراب تھی حتّٰی کہ زیور گروی کر کے لگان ادا کرنا پڑتا تھا مگر یہ دن اِن کی کمائی کے ہیں ایسے دن بیس پچیس سال کے بعد آتے ہیں ہمیشہ ایسے حالات نہیں رہتے اِس لئے انہیں چاہئے کہ روپیہ کو محفوظ رکھیں۔ بعض زمیندار زمینیں خریدنے پر زور دیتے ہیں مگر یہ زمین خریدنے کا وقت نہیں اِن حالات میں جو زمین خریدے گا وہ سخت نقصان اُٹھائے گا اِس وقت روپیہ کو محفوظ کر لینا چاہئے خواہ یہاں امانت کے طور پر جمع کرا دیا جائے اور خواہ اپنے اپنے ہاں کسی محفوظ مقام میں جمع کرا دیا جائے۔ جنگ کے بعد جب یورپ کے لوگ غلہ خرید چُکیں گے اُس وقت قیمتیں گریں گی اور وہ وقت زمینیں وغیرہ خریدنے کا ہوگا یہ نہیں ہے۔ پچھلی جنگ میں زمینوں کی قیمتیں اتنی چڑھ گئی تھیں کہ ۲۵، ۳۰ ہزار روپیہ مربّع کی قیمت ہوگئی تھی مگر پھر ایسی گری کہ گزشتہ سالوں میں چند سَو روپیہ سالانہ پر ایک مربّع ٹھیکہ پر کوئی نہیں لیتا تھا اور قیمت چھ سات ہزار ہوگئی تھی پس یہ وقت زمینیں اور مکانات وغیرہ خریدنے کا نہیں اگر کسی کے پہلو میں کسی ایسے شخص کا مکان ہو جس سے ہمیشہ جھگڑا وغیرہ رہتا ہو تو ایسا مکان وغیرہ لے لینے میں تو کوئی حرج نہیں مگر تجارت کے طور پر اِس وقت زمین یا مکان مناسب نہیں۔ اِسی طرح اِس وقت زیور وغیرہ بنانا بھی فضول ہے۔ سونا ستّر روپیہ تولہ سے بھی بڑھ چکا ہے بلکہ اگر کسی کے پاس سونا ہو تو اِس وقت بیچ دینا چاہئے جنگ کے بعد پھر جب سَستا ہوگا تو لے لیں۔ یہ سونا خریدنے کا نہیں بلکہ فروخت کرنے کا وقت ہے اس طرح جہاں تک ممکن ہو شادی بیاہ ملتوی کر دو اور اگر کرنا ہی پڑے تو لڑکے لڑکیوں سے کہا جائے کہ نقد روپیہ لے لو۔ میری ایک عزیزہ تھی میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی شادی پر اسے تحفہ دوں گا اب اس کی شادی کا موقع آیا تو میں نے کہا کہ زیور وغیرہ بنوا کر میں روپیہ ضائع نہیں کرنا چاہتا میں تمہارے خاندان کے کسی بزرگ کے سپرد روپیہ کر دیتا ہوں جنگ کے بعد جو

زیور چاہو بنوا لینا۔

ایک اور بات یاد رکھو آج تجارت میں خاص نفع ہے ہوشیار زمیندار یا غیر زمیندار گاؤں میں دُکانیں نکال لیں آجکل تجارت میں گھاٹے کا احتمال بہت کم ہے آجکل نفع ہی نفع ہے، ہر چیز کی قیمت بڑھ رہی ہے گھٹتی نہیں آج ایک چیز پانچ روپیہ میں ملتی ہے تو کل اس کی قیمت چھ روپیہ ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی اپنی بیوقوفی سے نقصان اُٹھالے تو اور بات ہے ورنہ آجکل تجارت میں خسارہ کا احتمال بہت ہی کم ہے یہ فائدہ اُٹھانے کا وقت ہے اس لئے جہاں تک ہو سکے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

جنگ کی صورتِ حالات

اب میں جنگ کی طرف آتا ہوں بظاہر جنگ کے حالات میں کچھ تبدیلی ہوگئی ہے اور بعض لوگ خیال کرنے لگے ہیں کہ فتح ہونے لگی ہے مگر جنگ میں ابھی ایسی تبدیلی کوئی نہیں ہوئی کہ ظاہری سامانوں پر نظر رکھتے ہوئے کہا جاسکے کہ آخری فتح ضرور اتحادیوں کی ہی ہوگی۔ ابھی تاریک دن باقی ہیں اِس لئے مطمئن ہو کر بیٹھ جانا صحیح نہیں اگر لوگ اطمینان محسوس کرلیں تو پھر کوشش کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور لوگ بھی اِس جنگ میں مدد دے رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ انگریزوں کی فتح ہو اور ہماری جماعت بھی کوشش کر رہی ہے۔ دوسرے لوگ تو ذاتی لالچ اور نفع کے لئے کوشش کرتے ہیں کسی کو یہ لالچ ہے کہ میرا لڑکا یا فلاں عزیز تحصیلدار ہو جائے گا، تھانیدار ہو جائے گا یا اسے کوئی بڑا عُہدہ مل جائے گا، بڑے سے بڑا آدمی بھی ذاتی نفع کے خیال سے کوشش کر رہا ہے مگر ہماری جماعت جو خدمت کرتی ہے وہ اپنے اصول کے لحاظ سے کرتی ہے کسی طمع اور لالچ کی وجہ سے نہیں۔ ممکن ہے بعض اور تعلیم یافتہ افراد بھی اصول کے لحاظ سے کرتے ہوں مگر جماعتی لحاظ سے ہمارے سِوا اور کوئی ایسا نہیں کرتا۔ اور ایسے لوگ جو اصول کے لئے کوشش کرتے ہوں اور سوچ سمجھ کر کرتے ہوں وہ اگر مطمئن ہو جائیں کہ اب فتح ہونے لگی ہے تو اُن میں ضرور سُستی آجاتی ہے کیونکہ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اب کام ختم ہونے کو ہے۔ اس لئے ہمارے دوستوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ ابھی اس جنگ کے تاریک پہلو موجود ہیں۔ روس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہ جرمنوں کو اب شکست دے رہا اور بڑھتا جارہا ہے۔ بے شک وہ بڑھا بھی ہے مگر واقف کار لوگ جانتے ہیں کہ اب تک وہ صرف اُنہی علاقوں میں بڑھ سکا ہے جن میں جرمنی کہتا ہے کہ وہ بڑھ لے۔ لیکن جہاں جرمنی نے اب قبضہ رکھنا چاہا وہاں سے روس اُسے پیچھے نہیں ہٹا سکا اور کسی ایسی جگہ کو نہیں لے سکا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابھی روس کا پہلو اتنا زبردست نہیں جتنا عام طور پر خیال کیا جانے لگا ہے اور جرمنی کا

پہلو ابھی اتنا کمزور نہیں ہوا۔ اور اب اگر اِس سال یعنی ۱۹۴۳ء میں جرمنی کی طاقت نہ ٹُوٹی تو اگلا سال روس کے لئے سخت مشکلات کا ہوگا۔ پچھلے سال روسی جہاں تک جرمنوں کو دھکیل کر لے گئے تھے اگر وہاں تک لے گئے تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ جرمنی کا زور ٹُوٹ گیا ورنہ نہیں۔ اور اگر روس کی طاقت ٹُوٹ گئی تو سب سے زیادہ خطرہ ہندوستان کے لئے ہوگا کیونکہ پھر ہندوستان اور دشمن کے درمیان کوئی بھی روک نہ ہوگی۔ پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ روس کی آبادی زیادہ ہے اور گو ہندوستان کی آبادی اُس سے بہت زیادہ ہے مگر اِس میں کئی کروڑ لوگ ایسے ہیں جو غیر جنگی ہیں اس کے علاوہ یہاں کا ایک معتدل طبقہ ایسا ہے جو جاپان سے ہمدردی رکھتا ہے یہ حصہ بھی جرمنی سے لڑنے والا نہیں اِن دونوں کو اگر علیحدہ کر دیا جائے تو ہندوستان کی ایسی آبادی جو جرمنی سے مقابلہ کرنے میں انگریزوں کا ساتھ دے سکتی ہے ۸، ۹ کروڑ رہ جاتی ہے لیکن اس کے مقابلہ میں جرمنی کی آبادی آٹھ کروڑ ہے، اٹلی کی چار کروڑ سے زیادہ ہے، رومانیہ کی تین کروڑ، ہنگری کی تیس لاکھ اور پولینڈ کی چالیس لاکھ ہے اور یہ سب مل کر سترہ اٹھارہ کروڑ آبادی بن جاتی ہے اور اس طرح جرمنی کی طاقت آبادی کی تعداد کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر جاپان کی طاقت اس سے علاوہ ہے۔ بے شک بعض حالات انگریزوں کی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں مثلاً شمالی افریقہ میں انہیں فتح ہوئی ہے۔ یہ پہلی لڑائی ہے جس میں جرمن میدان سے بھاگے ہیں اور لیبیا کی لڑائی بالکل اُسی طرح ہوئی ہے جس طرح مجھے رؤیا میں دکھایا گیا تھا اور جرمنوں کے اِس طرح بھاگنے سے ان کی برتری کا رُعب بھی کم ہوگیا ہے اِدھر روس نے ثابت کر دیا ہے کہ جرمنی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ پہلے جو جرمن سپاہی کو ہَوّا سمجھا جاتا تھا یہ رُعب اب مٹ چکا ہے جرمنی کا ایک اور رُعب سامان کا تھا۔ ہٹلر نے کئی بار کہا تھا کہ بعض مخفی ایجادیں ان کے پاس ہیں مگر یہ رُعب بھی جاتا رہا ہے اور ظاہر ہوگیا ہے کہ مخفی ایجادوں کا پروپیگنڈا بالکل غلط تھا۔ اگر کوئی ایسی ایجاد ہوتی تو اِن خطرناک حالات میں ضرور باہر آجاتی یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ جرمنوں کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کے مقابلہ کی کوئی چیز اتحادیوں کے پاس نہ ہو۔ اگر اس نے کوئی ایجاد کی ہے تو برطانیہ نے بھی اس کے مقابلہ پر کوئی نہ کوئی ایجاد کر لی ہے۔ اور امریکہ نے بھی کر لی ہے کسی نے اچھی قسم کا کوئی ٹینک بنالیا، کسی نے اچھا طیارہ بنالیا اور کسی نے ڈسٹرائر تیار کرلیا بہر حال اب یہ اطمینان ہو چکا ہے کہ جرمنی کے پاس کوئی ایسی ایجاد نہیں کہ جس سے یکدم جنگ کا نقشہ بدل سکتا ہو۔ پھر اِس کے علاوہ فرانس میں بھی جرمنی کی مخالفت کا جذبہ روز بروز زیادہ ہو رہا ہے۔ اتحادیوں کو

سامان تیار کرنے کا کافی موقع مل چکا ہے پہلے ان کے پاس اتنا سامان نہیں تھا جتنا اب بن چکا ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے ہندوستانی فوج صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی مگر اب دس لاکھ سے بھی بڑھ چکی ہے۔ایک اَور بات بھی قابل ذکر ہے پہلے یہ عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ اگر برما انگریزوں کے ہاتھ سے جاتا رہا تو چینی ضرور جاپانیوں سے دب جائیں گے ان کے پاس سامان جنگ بالکل نہیں ہے اندر ہی اندر یہ خیال بہت پایا جاتا تھا مگر چینیوں نے بھی وہ موقع گزار لیا ہے اور اب ان کے لئے ویسا خطرہ نہیں رہا کہ وہ یکدم ہتھیار ڈال دیں گے چین برابر اپنے کام میں لگا ہوُا ہے۔

جنگ میں اتحادیوں کی امداد کے طریق

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ جنگ میں مدد کس طرح کی جاسکتی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے بھرتی میں مدد دی جائے۔ پھر جو لوگ مالی امداد دے سکتے ہیں وہ مالی امداد دے دیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ غلط افواہوں کو روکنا چاہئے میں نے پچھلے سال بھی بتایا تھا کہ افواہوں کو پھیلنے سے روکنا بہت بڑی خدمت ہے دراصل دشمن کی فوج اور سامان اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا افواہیں پہنچاتی ہیں غلط افواہیں بہت پھیلتی رہتی ہیں۔ اب کلکتہ پر بمباری ہوتی ہے اور کچھ بم گِرے ہیں لیکن اس کے متعلق ہی کئی قسم کی افواہیں پھیل رہی ہیں کسی گاؤں میں جاؤ تو طرح طرح کی باتیں سننے میں آئیں گی اور اس بمباری کی تفاصیل تک وہاں سنو گے اتنے مکانات اُڑ گئے، اتنے آدمی مارے گئے، یہ نقصان ہوُا، وہ نقصان ہوُا وغیرہ وغیرہ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے کمزوری پیدا ہوتی ہے خصوصاً دیہات میں ایسی افواہیں بہت پھیلتی ہیں جنہیں روکنا بہت ضروری ہے زمیندار ناول تو نہیں پڑھتا مگر وہ ناول بنانے میں ماہر ہوتا ہے اور ایسی باتیں اپنے دماغ سے ہی گھڑتا رہتا ہے۔

خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنہ اماءاللہ کی تحریکات

اِس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سلسلہ کی روحانی بقاء کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تحریکات جاری کی ہوئی ہیں اور یہ تینوں نہایت ضروری ہیں عورتوں میں کَل جو تقریر مَیں نے کی اُس میں ان کو نصیحت کی ہے کہ وہ لجنات کی ممبر بنانے میں مستعدی سے کام لیں اور آج آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ اِن تحریکات کو معمولی نہ سمجھیں اس زمانہ میں ایسے حالات پیدا ہوچکے ہیں کہ یہ بہت ضروری ہیں، پُرانے زمانہ میں اور

بات تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کی ٹریننگ سے ہزاروں اُستاد پیدا ہوگئے تھے جو خود بخود دوسروں کو دین سکھاتے تھے اور دوسرے شوق سے سیکھتے تھے مگر اب حالات ایسے ہیں کہ جب تک دو دو، تین تین آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نگرانی کا انتظام نہ کیا جائے کام نہیں ہوسکتا۔ ہمیں اپنے اندر ایسی خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں کہ دوسرے ان کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں اور پھر تعداد بھی بڑھانی چاہیے۔ اگر گلاب کا ایک ہی پُھول ہو اور وہ دوسرا پیدا نہ کر سکے تو اس کی خوبصورتی سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ فتح تو آئندہ زمانہ میں ہونی ہے اور معلوم نہیں کب ہو لیکن ہمیں کم سے کم اتنا تو اطمینان ہو جانا چاہیئے کہ ہم نے اپنے آپ کو ایسی خوبصورتی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے کہ دنیا احمدیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ احمدیت کو دنیا میں پھیلا دینا ہمارے اختیار کی بات نہیں لیکن ہم اپنی زندگیوں کا نقشہ ایسا خوبصورت بنا سکتے ہیں کہ دنیا کے لوگ بظاہر اِس کا اقرار کریں یا نہ کریں مگر ان کے دل احمدیت کی خوبی کے معترف ہو جائیں اور اس کے لئے جماعت کے سب طبقات کی تنظیم نہایت ضروری ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ احباب جماعت نے تا حال انصار اللہ کی تنظیم میں وہ کوشش نہیں کی جو کرنی چاہیئے تھی اِس کی ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اِس کا ابھی کوئی دفتر وغیرہ بھی نہیں مگر دفتر قائم کرنا کس کا کام تھا۔ بیشک اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت تھی مگر سرمایہ مہیا کرنے سے انہیں کس نے روکا تھا۔ شاید وہ کہیں کہ خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید سے مدد دی گئی ہے مگر ان کی مدد سے ہم نے کب انکار کیا؟ ان کو بھی چاہیئے تھا کہ دفتر بناتے اور چندہ جمع کرتے۔ اب بھی انہیں چاہیئے کہ دفتر بنائیں، کلرک وغیرہ رکھیں، خط وکتابت کریں، ساری جماعتوں میں تحریک کر کے انصار اللہ کی مجالس قائم کریں اور چالیس سال سے زیادہ عمر کے سب دوستوں کی تنظیم کریں۔

ملاقات کے وقت عہدیدار آگے بیٹھا کریں

میں ہمیشہ سے یہ کہتا رہا ہوں کہ ملاقات کے وقت پریذیڈنٹ اور سیکرٹری آگے بیٹھا کریں اور بتائیں کہ یہ فلاں صاحب ہیں اور یہ فلاں تا مجھے جماعت کے لوگوں سے واقفیت ہو اور یہ بھی معلوم ہو سکے کہ سیکرٹری اور دوسرے عہدیدار ٹھیک طور پر کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ پہلے اس پر عمل ہوتا رہا ہے اور یہ بھی میں دیکھتا رہا ہوں کہ عہدیداروں کا کام تسلی بخش رہا ہے مگر اب کچھ عرصہ سے اِس میں نقص واقع ہونے لگا ہے اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ نئی پَود کو کام کے لئے تیار نہیں کیا جا سکا۔ پریذیڈنٹ کا پوچھو تو کہا جاتا ہے کہ وہ بیمار ہے، گھر پر ہے۔ سیکرٹری کہاں ہے؟ وہ بھی نہیں آیا

حالانکہ چاہئے تھا کہ اگر پریذیڈنٹ بیمار ہے اور اُسے علیحدہ بھی کرنا مناسب نہیں سمجھتے تو بیشک علیحدہ نہ کرو مگر ایک نائب بنا دو۔ سیکرٹری کو بے شک نہ ہٹاؤ مگر ایک نائب سیکرٹری بنا دو تا اُس کی وفات تک دوسرا آدمی تیار ہو سکے اور پُرانوں کی جگہ لینے والے نئے آدمی تیار ہوتے رہیں ورنہ کام کو سخت نقصان پہنچے گا۔ پُرانے آدمیوں کے فوت ہو جانے پر اگر کوئی کام سنبھالنے والے نہ ہوں تو سخت نقصان کی بات ہے۔ ایک جماعت کے دوست مجھ سے ملنے آئے اور مصافحہ کرنے کے بعد چیخیں مار کر رونے لگے کہ ہمارے ہاں پہلے جماعت کے تیس چالیس افراد تھے مگر اب صرف تین چار رہ گئے ہیں۔

ان تحریکوں سے میرا مقصد یہ بھی ہے کہ ہر جماعت میں ذمہ داری کو سنبھالنے والے تین تین، چار چار کارکن موجود رہیں۔ خدام الاحمدیہ کے سیکرٹری کو کام کی ٹریننگ علیحدہ ملتی رہے اور انصاراللہ کے سیکرٹری کو علیحدہ اور جہاں کہیں کوئی پُرانا کارکن فوت ہو جائے اُس کی جگہ لینے والا موجود ہو۔ رقابت بھی بعض اوقات بڑا کام کراتی ہے پچھلے دنوں یہاں خدام الاحمدیہ کا جلسہ ہؤا تو مجھے معلوم ہؤا کہ انصار نے کہا کہ ہمیں بھی اپنا جلسہ کرنا چاہئے بے شک اگر وہ بھی کرنے لگیں تو یہ بہت فائدہ کی بات ہے ہم نے جو مدد خدام کی کی ہے اِن کی بھی کر سکتے ہیں۔ پھر وہ خود بھی چندہ لے سکتے ہیں۔ بہرحال انہیں بھی تنظیم کے ساتھ کام کرنا چاہئے میرا مقصد یہ ہے کہ جماعت کے اطفال، خدام اور انصار سب کی تربیت کا انتظام ہو سکے۔ ۱۴ سال سے کم عمر کے بچے اطفال کی مجالس میں شامل ہوں۔ ۱۴ سال سے چالیس سال تک کے خدام میں اور اِس سے اوپر عمر کے انصاراللہ میں تاکہ سب کی صحیح تربیت ہو سکے۔

خدام الاحمدیہ کے متعلق بعض سرکاری افسروں کی بیجا بدگمانی

میں اِس جگہ افسوس کے ساتھ اس امر کا بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض مقامی حُکّام خدام الاحمدیہ کے خلاف بدگمانی پھیلا رہے ہیں۔ یہ افسر ایسے ہی ہیں کہ جو بجائے بغاوت کو دبانے کے وفاداروں کو باغی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کی تحریک کوئی خُفیہ تحریک نہیں۔ میں نے اسے عَلَی الْاِعْلَان قائم کیا اور جمعہ کے خطبوں میں اِس کی وضاحت کی اور اس کی اہمیت بیان کی، اِس کا آئین میں نے بنایا، اِس کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ تو صرف جماعت کے نوجوانوں کی اصلاح کے لئے ہے اِس کے متعلق ایسی جُستجو کرنا محض روپیہ ضائع کرنے والی بات ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے کوئی ایسا

اِقدام کیا گیا تو اِسے یقیناً ندامت اُٹھانی پڑے گی جیسی پہلے اُٹھانی پڑی ہے۔ اس کے متعلق شبہ کرنے کی جو وجوہات میں نے سُنی ہیں وہ بہت عجیب ہیں مثلاً یہ کہ اِس کے سالانہ جلسے کے موقع پر بعض نوجوانوں نے گتکا کھیلا اس لئے یہ مجلس بہت خطرناک ہے اور اس معاملہ کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ میں نے سنا ہے مرکز سے بھی سی۔ آئی۔ ڈی کے افسر تحقیقات کے لئے آئے ہیں وہ اگر آتے ہیں تو شوق سے آئیں مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ محرم وغیرہ کے جلوس پر اعلیٰ افسروں کی موجودگی میں گتکا وغیرہ کھیلا جاتا ہے اور جو چیز محرم کے موقع پر جائز ہے وہ خدام الاحمدیہ کے جلسہ کے موقع پر کیونکر ناجائز ہوگئی؟ اور اگر حکومت اسے منع کرے تو اِس کو ترک کیا جاسکتا ہے۔ یہ اس کے پروگرام کا کوئی حصہ نہیں لیکن میں حیران ہوں کہ وہ حکومت ہی کیا ہے جو یہ خیال کرتی ہے کہ اگر چند نوجوان گتکا سیکھ گئے تو اس کا قائم رہنا محال ہوگا جہاں اس زمانہ میں اینٹی ایر کرافٹ اور اینٹی ٹینک گنز بن چکی ہیں وہاں ایک گتکا جاننے والا کیا کرسکتا ہے یہ بالکل بچوں والی بات ہے اور بالکل غلط طریق ہے۔ دوسری حکومتیں تو خود لوگوں کو بہادر بناتی ہیں مگر ہماری حکومت گتکا سے ڈرتی ہے۔ اور لوگوں کا عام طریق یہ ہے کہ جس بات سے روکا جائے اس کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ پہلے لوگ کہتے تھے کہ تلوار رکھنے کی آزادی ہونی چاہیئے مگر جب بیس سال کے جھگڑے کے بعد حکومت نے آزادی دے دی تو اب لوگ کہتے ہیں کہ چھوڑو تلوار پر پانچ روپے کون خرچ کرے تو جتنا روکو اُتنا ہی زیادہ جوش پیدا ہوتا ہے۔ حکومت نے اسلحہ پر لائسنس کی پابندی لگا رکھی ہے مگر جو لوگ جرائم کرتے ہیں وہ لائسنس لیتے ہی کہاں ہیں وہ تو بغیر لائسنس کے اسلحہ رکھتے ہیں۔ اعداد و شمار جمع کرکے اِس امر کی تصدیق ہوسکتی ہے کہ مثلاً بندوق سے جو لوگ مارے گئے اُن میں سے اکثر انہی لوگوں نے مارے جن کے پاس بندوق کا کوئی لائسنس نہیں لائسنس رکھنے والے دوسروں کو کہاں مارتے ہیں۔ پس حکومت کی یہ پالیسی بالکل غلط ہے اِس سے تو بہتر ہے کہ وہ حکم دے دے کہ چُوڑیاں پہن لو اور گھروں میں بیٹھو بلکہ چاہیئے کہ لوگوں کی اُنگلیاں بھی کٹوا دے کہ ان سے مُکّا مارا جا سکتا ہے بعض لوگوں کے دانتوں میں ایسا زہر ہوتا ہے کہ کسی کو کاٹیں تو مر جاتا ہے اِس لئے بتّیس کے بتّیس دانت بھی نکلوا دینے چاہئیں۔ یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ جس حکومت کے پاس توپیں، بندوقیں، ہوائی جہاز، ٹینک وغیرہ سب کچھ ہیں اُسے اِس بات پر اعتراض ہے کہ بعض نوجوان گتکا کیوں سیکھتے ہیں اسے تو چاہیئے کہ خود ایسی باتوں کا انتظام کرے تا لوگوں میں جُرأت اور بہادری پیدا ہو اور جنگ میں زیادہ امداد مل سکے۔ ادھر یہ بھی

شکایت کی جاتی ہے کہ فوج کے لئے رنگروٹ کم ملتے ہیں تم نے تو مردوں کو عورتیں بنادیا رنگروٹ کیسے ملیں۔ ہندوستان کی اتنی آبادی ہے کہ کئی کروڑ سپاہی یہاں سے مل سکتے ہیں مگر یہ تو اس صورت میں ہو کہ مرد ہوں حکومت نے تو مردوں کو عورتیں بنادیا ہے۔ خدانہ کرے کہ جاپانی کبھی اِس مُلک میں آسکیں لیکن اگر کبھی ایسا ہوا تو وہ دیکھیں گے کہ بنگال سے پشاور تک کشمیری ہی کشمیری بھرے پڑے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر لوگ بُزدل ہو چکے ہیں۔ جرأت باقی نہیں، ہتھیار کے تو نام سے ڈرتے ہیں اور اِس بارہ میں حکومت کی پالیسی ایسی خطرناک ہے کہ خود اپنے ساتھ دشمنی کرنے والی بات ہے۔ وہ ڈرتی ہے کہ لوگوں کے پاس ہتھیار ہونگے تو وہ فساد کریں گے مگر یہ بات صحیح نہیں۔ اگر لوگوں کو بندوقیں دے دی جائیں تو ہرگز فساد نہ ہوگا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ گتکا چلانے سے حکومت کو کیا خطرہ ہوسکتا ہے اگر لوگوں نے گتکا سیکھ لیا تو اِس سے ہٹلر کو کیا مدد مل جائے گی؟ کیا وہ گتکا سے مسلّح ہوکر ہندوستان پر حملہ آور ہوگا کہ یہ لوگ اس سے مل جائیں گے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ گتکا سیکھ کر ایک شخص کی بُزدلی میں کچھ کمی آجائے گی باقی رہا یہ امر کہ وہ اس سے کوئی تیس مارخان بن جائے گا یہ بالکل غلط بات ہے۔ ایک گتکا جاننے والا بندوق والے کے سامنے کیا کرسکتا ہے۔ اگر حکومت ایسی باتوں سے ڈرتی ہے تو اسے چاہئے کہ حسینوں کو بھی اندھا کردے کیونکہ شاعر کہا کرتے ہیں کہ حسین نگاہ سے مار دیتے ہیں پس حکومت کی یہ پالیسی غلط ہے میں خاکساروں کا سخت مخالف ہوں مگر یہ حُکم کہ کوئی بیلچہ یا پھاوڑہ نہ رکھے اِس کا بھی مَیں مخالف ہوں۔

خدام الاحمدیہ کی جنگ میں قابلِ قدر امداد

ہماری جماعت کے انہی خدام نے جنگ کے لئے جو شاندار قربانی کی ہے وہ یہ ہے کہ اب تک سات ہزار سے زیادہ رنگروٹ دیئے جا چکے ہیں۔ اب تک ٹیکنیکل بھرتی میں شمالی ہند نے ایک لاکھ آدمی دیا ہے جن میں سے ڈیڑھ ہزار ہم نے دیا ہے گویا ۱½ فیصدی۔ پھر اب تک کنگ کمیشن والے ہندوستانیوں کی تعداد ۵، ۶ ہزار ہوگی اور اِن میں سے قریباً ایک سَو احمدی ہوں گے مگر اِس کے باوجود بعض افسروں کو خدام الاحمدیہ کی تحریک مشتبہہ نظر آتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک افسر نے کہا ہے کہ یہ ہیں تو بڑے وفادار لوگ مگر ہیں بڑے مشکوک۔ یہ طریق اگر حکومت کی طرف سے جاری رہا تو نوجوانوں میں اِس سے سخت بددلی پیدا ہوگی۔ میں نے ہمیشہ حکومت کو از راہِ خیر خواہی یہ مشورہ دیا ہے کہ اسے ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ سرکاری افسر باغیوں کو پکڑیں

وفاداروں کو باغی نہ بنایا کریں۔

واقعہ ڈلہوزی کے متعلق حکومت کا اظہار افسوس

ڈلہوزی کے واقعہ کے متعلق حکومت نے اظہارِ افسوس کر دیا ہے اور لکھا ہے کہ جن افسروں نے یہ غلطی کی انہیں سزا دی جائے گی اس لئے اس معاملہ کو بھی اب ختم سمجھنا چاہئے۔

تفسیر القرآن انگریزی

انگریزی تفسیر القرآن چھپنے کے متعلق مجلس شوریٰ میں فیصلہ ہؤا تھا جو لوگ اس بات کے حق میں تھے کہ جنگ کے دَوران میں ہی تفسیر چھپ جانی چاہئے وہ یہ کہتے تھے کہ اِس وقت جنگ کی وجہ سے لوگوں کے قلوب نرم ہیں اس لئے اِس موقع پر تفسیر چھپ جانے سے تبلیغ کا راستہ کُھل جائے گا۔ لیکن اکثر دوستوں کی رائے یہ تھی کہ جنگ کے بعد چھپوائی جائے کیونکہ اچھی چھپ سکے گی اور خرچ بھی کم ہوگا مگر میں نے ان دوستوں کے حق میں فیصلہ کیا تھا جن کی تعداد تھوڑی تھی۔ یہ بھی اعلان کیا تھا کہ جو دوست خریدنا چاہیں وہ دس روپیہ فی جِلد کے حساب سے بطور پیشگی جمع کرادیں باقی قیمت بعد میں لے لی جائے گی۔ آجکل کاغذ کا جو نرخ ہے اس کے لحاظ سے قیمت چالیس سے پچاس روپیہ تک ہوگی مگر ہم نے کاغذ پہلے خرید لیا تھا اور اس لئے اگر ضخامت ۲۵۰۰ صفحات ہو تو قیمت ۳۶ سے ۴۰ تک ہوگی پنجاب کے سب سے بڑے مطبع کے ساتھ چھپائی کے لئے انتظام کیا جارہا ہے۔ درد صاحب نے بتایا کہ مطبع والوں کا جواب آ گیا ہے مگر ابھی مجھے نہیں ملا مگر اس تأخیر کا ایک فائدہ بھی ہوگیا اور وہ یہ کہ سارا مواد بغیر ایڈیٹنگ کے یونہی پڑا تھا اب میں نے چھ آدمی اس کام پر لگائے ہیں اور بڑے زور سے کام ہو رہا ہے اور اب وہ سورۃ مائدہ میں ہیں مجلس شوریٰ تک ایک جِلد کی طباعت ہوسکتی تھی مگر مشکل یہ ہے کہ پریس والے کہتے ہیں کہ عربی کا ٹائپ آجکل نہیں ملتا۔

اردو تفسیر القرآن

اردو تفسیر کے متعلق مجھے افسوس ہے کہ وہ شائع نہیں ہوسکی پانچ سَو صفحات سے زیادہ کا مضمون مَیں دے چکا ہوں اور اِس سال پچھلے سال کی نسبت زیادہ کام ہؤا ہے۔ میری صحت بہت خراب رہی ہے ورنہ اِس سے بھی زیادہ کام ہوسکتا تھا۔ میری صحت کی خرابی میں دانتوں کا دخل ہے بعض اوقات دانت کا ٹکڑا آپ ہی آپ ٹُوٹ کر گِر جاتا ہے اور اس وجہ سے میں کھانا وغیرہ چبا کر نہیں کھا سکتا روٹی بہت کم کھا سکتا ہوں بسا اوقات چھٹانک سے بھی کم وزن کا پُھلکا ہوتا ہے جو کھاتا ہوں مگر اِس کے باوجود پیٹ میں خرابی رہتی ہے۔ خون کم پیدا ہوتا ہے اور پیچش بھی ہوجاتی ہے اور اِس وجہ سے ہاتھ کی اُنگلیاں بھی پوری طرح کام نہیں

کر سکتیں۔ آخر سوچنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ مضمون کاتب کو لکھوا دیا کروں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس میں بڑی کامیابی ہوئی ہے اور بڑی جلدی کام ہونے لگا ہے۔ جنہوں نے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ اِس طرح لکھے ہوئے اور میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے میں فرق نہیں۔ اس طرح بعض اوقات میں نے ساٹھ ساٹھ کالم مضمون لکھوا دیا ہے اور امید ہے کامیابی ہوگی مشکل یہ ہے کہ مضامین اِس طرح اُلجھتے ہیں کہ جیسے ایک خزانہ کے اندر دوسرا خزانہ مخفی ہو اور آٹھ رکوع میں ہی پانچ سَو صفحات ختم ہوگئے ہیں اور اتنا بھی مضامین کا گلا گھونٹ گھونٹ کر کیا گیا ہے۔ پہلے تجویز تھی کہ تین سورتیں پہلی جلد میں ختم ہو جائیں، پھر یہ خیال کیا کہ دو سورتیں پہلی جلد میں ختم کی جائیں، بعد میں خیال آیا کہ صرف سورہ بقرہ ہی پہلی جلد میں ختم کی جائے مگر اب یہ بھی مشکل نظر آتا ہے میں بہت سی باتیں چھوڑتا بھی ہوں چونکہ ابتدائی مضمون ہے اس لئے یہ بھی خیال ہے کہ ممکن ہے تفصیل آگے فائدہ دے اس لئے ہر بات بیان کرنی پڑتی ہے اور اس لئے پانچ سَو صفحات میں صرف آٹھ رکوع ختم ہوئے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کاغذ کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے اور اِس وقت گیارہ بارہ گُنا زیادہ ہو چکی ہے مجھے خدا تعالیٰ نے سمجھ دے دی اور میں نے انور صاحب کو کہا کہ کاغذ اکٹھا خرید لیں انہوں نے خرید لیا اور اس سے بہت فائدہ رہے گا۔ کاغذ چونکہ سلسلہ کے روپیہ سے خریدا گیا ہے اس لئے سلسلہ کو بھی فائدہ ہوگا اور مجھے بھی ثواب ملے گا۔ اگلی جلد اگر جنگ کے دَوران میں چھپوائی گئی تو ممکن ہے اس کی قیمت پندرہ روپیہ تک ہو۔ میں نے تحریک جدید والوں کو ہدایت کی تھی کہ جتنے فرمے چھپ چکے ہیں ان کی چار پانچ جلدیں سی کر دفتر میں رکھ دیں۔ تاکہ کوئی دوست پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے اور جن کو زیادہ شوق ہے انہیں کچھ تسلی ہو جائے۔

تبلیغِ خاص کی تحریک

اس کے بعد میں تبلیغِ خاص کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اس میں جماعت نے بڑی قربانی کا نمونہ دکھایا ہے جب اس کا اعلان کیا گیا تھا اُس وقت ''الفضل'' کے خطبہ نمبر کی قیمت اڑھائی روپیہ سالانہ تھی مگر اب الفضل والے کہتے ہیں کہ ساڑھے سات روپیہ سالانہ قیمت ہوگی اور انہوں نے اِس کا حساب بھی پیش کر دیا ہے۔ اِس وقت مختلف جگہوں کے دوست بیٹھے ہیں اگر وہ سمجھیں کہ اِس سے کم قیمت میں اخبار مہیا ہونے کی کوئی صورت ہے تو وہ بتا دیں۔ میں نے سنا ہے بعض شہروں میں کاغذ کا سٹاک ہے اگر سستا کاغذ ملنے میں وہ کوئی مدد کر سکیں تو بتا دیں بہر حال یہ پرچے جلدی جاری کرا دیئے جائیں گے۔ اس کے

علاوہ میں نے ایک ٹریکٹ بھی لکھ لیا ہے۔ خط و کتابت کے لئے بھی دوستوں نے اپنے نام دیئے ہیں اور امید ہے جلدی کام شروع کیا جاسکے گا۔

تحریک جدید کا امانت فنڈ

اس کے بعد مَیں تحریک جدید کے امانت فنڈ کی طرف دوستوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں پہلے اِس فنڈ میں جمع شُدہ روپیہ کی واپسی پر جو پابندیاں تھیں وہ دُور کر دی گئی ہیں اور اب جس وقت کوئی دوست چاہے اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے آج جمع کرا کے اگر کوئی چاہے تو کَل بھی واپس لے سکتا ہے۔ اگر دوست اِس فنڈ میں امانتیں جمع کراتے رہیں تو بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں جس طرح وہ اور بنکوں میں روپیہ جمع کراتے ہیں اِس میں بھی کرا سکتے ہیں جب چاہیں روپیہ واپس بھی مل سکتا ہے اِس سے ان کو ثواب بھی حاصل ہوگا، اس سے جو فوائد سلسلہ کو پہنچ سکتے ہیں وہ مَیں پہلے کئی بار بیان کر چکا ہوں۔

تحریک جدید کا چندہ

تحریک جدید کے چندہ میں مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ اس وقت تک ایک لاکھ اٹھارہ ہزار روپیہ کے وعدے آچکے ہیں پچھلے سال جو تحریک جدید کے لحاظ سے کامیاب ترین سال سمجھا جاتا ہے ۳۱؍ جنوری تک اتنے وعدے آئے تھے گویا اِس سال بہت سے دوستوں نے پہلے وقت میں وعدے کئے ہیں اور بعض دوستوں نے اپنے وعدوں میں معقول زیادتی بھی کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح گزشتہ سال اکثر دوستوں نے بروقت ادائیگی کی ہے اس سال بھی کریں گے وعدہ کرنے والے دوستوں کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے وعدوں کو جلد ادا کر دیں پنجاب کی جماعتوں کے وعدوں کے لئے ۳۱؍جنوری آخری تاریخ ہے اِس وقت تک ساڑھے تین سَو جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے ابھی وعدے نہیں بھجوائے اُن کو چاہئے کہ ۳۱؍ جنوری تک وعدے بھجوا دیں جیسا کہ مَیں کئی بار بتا چکا ہوں۔

تحریک جدید کے چندہ سے تبلیغ کے لئے مستقل فنڈ

تحریک جدید کے چندہ سے تبلیغ کے لئے مستقل فنڈ مہیا کیا جا رہا ہے اور اس سے سندھ میں قریباً ساڑھے تین سَو مربع اراضی خریدی گئی ہے اِس رقبہ میں سے بعض کی جُزوی قیمت ادا ہو چکی ہے اور ۸۵ مربع کی پوری قیمت ادا ہو چکی ہے اور امید ہے کہ اِس سال اور بھی رقبہ آزاد ہو سکے گا دوستوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ اگلے سال تک ساری کی ساری زمین آزاد ہو سکے یہ اگر ہو گیا تو گویا ۱۸ لاکھ روپیہ کا ریزرو فنڈ قائم ہو جائے گا بہت عرصہ ہؤا میں نے ۲۵ لاکھ کے ریزرو فنڈ کی تحریک کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۸، ۲۰ لاکھ کا فنڈ قائم

ہو جائے گا۔ جب میں نے تحریک کی تھی اُس وقت کئی لوگ خیال کرتے تھے کہ اِتنا بڑا فنڈ کس طرح قائم ہو سکے گا اور میرے ذہن میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اس طرح صورت پیدا کر دے گا اور ابھی میرے ذہن میں ایسی سکیم ہے کہ خدا تعالیٰ چاہے تو چند سال میں ۲۵ لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ کا فنڈ قائم ہو جائے گا۔ اور پھر اِس سے آگے میرے ذہن میں یہ ہے کہ اسے پچاس لاکھ کا بنانا ہے۔ یہ سکیم بڑی ہے ممکن ہے آج اِسے کوئی شیخ چلی کی سی بات سمجھے مگر پہلے بعض اس کو بھی تو ایسا ہی سمجھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچ ہزاری فوج والے رؤیا کو پورا کرنے والے یہی لوگ ہیں جو تحریک جدید میں باقاعدہ اور قواعد کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے اگر پانچ ہزار مبلّغ بھی رکھے جائیں تو اِس کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ سالانہ آمد کی ضرورت ہے اور اِتنی آمد پچیس کروڑ روپیہ کے ریزرو فنڈ سے حاصل کی جاسکتی ہے اور اس طرح جب ہم ۲۵ لاکھ کا فنڈ قائم کر سکیں گے تو گویا ایک فیصدی کام پورا کر سکیں گے اسے بڑھانے کی ابھی اور سکیمیں بھی میرے ذہن میں ہیں عیسائیوں نے ۱۹ سَو سال کے عرصہ کے بعد پانچ ہزار چند سَو مبلّغ پیدا کئے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اتنے مبلّغ مقرر کرنے میں کامیاب کر دے تو یہ گویا مسیحؑ محمدی کی مسیحؑ موسوی پر بہت بڑی فضیلت ہوگی۔ بہر حال ۲۵ لاکھ ریزرو فنڈ کی سکیم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب پوری ہوتی نظر آتی ہے اس کے متعلق آئندہ جو میری تجاویز ہیں میں انہیں فی الحال بیان کرنا پسند نہیں کرتا ہاں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی اس کے متعلق سوچتے رہیں اور اگر کوئی تجاویز ان کے ذہن میں آئیں تو مجھے بتائیں میں خود بھی سوچتا ہوں اور وقت آنے پر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں بیان کر دوں گا۔

نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید

اب میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قادیان میں ہم نے خدام الاحمدیہ کے ذریعہ نمازوں کے متعلق جو نظام قائم کیا ہے اسے بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے دوسری جماعتوں کو بھی اپنے اپنے ہاں اسے رائج کرنا چاہئے یاد رکھنا چاہئے کہ نماز پڑھنے اور باجماعت پڑھنے میں بڑا فرق ہے اسلام اجتماعی مذہب ہے اور اس لئے اس نے باجماعت نماز پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن کریم میں نماز کا جہاں بھی حکم ہے باجماعت نماز کا حکم ہے ایک جگہ بھی صرف نماز پڑھنے کا نہیں سوائے ایک جگہ کے کہ جہاں خبر کے طور پر نماز نہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے ورنہ ہر جگہ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ہی آیا ہے اور اقامتِ صلوٰۃ کے معنے باجماعت نماز کے ہیں۔ اقامت کے معنی

یہی ہیں کہ پوری شرائط کے ساتھ نماز پڑھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ عشاء اور فجر کی نماز کے لئے مسجد میں نہیں آتے میں چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ کسی کو امام مقرر کروں اور ایسے لوگوں کے مکانوں کو مکینوں سمیت نذرِ آتش کر دوں[۲] یہی دو وقت زیادہ سردی اور نیند کے ہوتے ہیں اِس لئے جب ان نمازوں میں نہ آنے والوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا رحیم وکریم اور محبت کرنے والا شخص اِس قدر ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے تو ظاہر ہے کہ باقی نمازوں میں نہ آنے والے کس قدر مُجرم ہیں نماز باجماعت سے محرومی ہلاکت ہے۔ یہ ایک مستقل مضمون ہے اور میں وقتاً فوقتاً اسے بیان کرتا بھی رہتا ہوں مگر افسوس ہے کہ باوجود باجماعت نماز کے مواقع کے بہم پہنچنے کے ابھی ہماری جماعت میں اس کا رواج اتنا نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ پہلے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ دوست ایک دوسرے سے دُور دُور رہتے تھے اور دوسروں کے ساتھ وہ پڑھ نہ سکتے تھے اس لئے یہ عادت پڑ گئی کہ گھروں میں نماز پڑھ لی جائے اگرچہ اِس صورت میں بھی نماز باجماعت کی یہ ترکیب ہے کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر جماعت کرالی جائے تو عادت نہ ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز کی قیمت لوگوں کے دلوں میں نہیں رہی اس عادت کو ترک کر کے نماز باجماعت کی عادت ڈالنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے مواقع پر جب نماز کے لئے مسجد میں نہ جا سکتے تھے گھر میں ہی جماعت کرالیا کرتے تھے اور شاذ ہی کسی مجبوری کے ماتحت الگ نماز پڑھتے تھے۔ اکثر ہماری والدہ کو ساتھ ملا کر جماعت کرا لیتے تھے والدہ کے ساتھ دوسری مستورات بھی شامل ہو جاتی تھیں پس اول تو ہر جگہ دوستوں کو جماعت کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنی چاہئے اور جس کو یہ موقع نہ ہو اسے چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہی مل کر نماز باجماعت کرالیا کرے ہر جگہ دوستوں کو نماز باجماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جہاں شہر بڑا ہو اور دوست دُور دُور رہتے ہوں وہاں محلّہ وار جماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جہاں مساجد نہیں ہیں وہاں مساجد بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے دیکھا ہے بعض جگہ کے دوستوں میں یہ نقص ہے کہ وہ یہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ فلاں جگہ ملے گی تو مسجد بنائیں گے ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا خدا تعالیٰ سے ملاقات کو بیوی کی ملاقات جتنی بھی اہمیت نہیں کیا کوئی شخص یہ بھی کبھی کہتا ہے کہ جب مجھے فلاں محلّہ میں زمین ملے گی تو وہاں مکان بنا کر شادی کروں گا؟ پھر خدا تعالیٰ کی ملاقات کے لئے گھر کی تعمیر کو کسی خاص جگہ ملنے پر ملتوی رکھنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ جہاں بھی جگہ ملے مسجد بنا لینی چاہئے پھر اگر اپنی پسند کی جگہ حاصل ہو جائے تو اس کے سامان کو وہاں لے جا

کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مسجد کے سامان سے بہتر مسجد بنانے میں کیا حرج ہے۔ آخر ہر مسجد خانہ کعبہ کی حیثیت تو نہیں رکھتی کہ اسے اپنی جگہ سے ہِلایا نہیں جا سکتا۔

جہاں بھی جگہ ملے مسجد بنالی جائے

پس جہاں بھی جگہ ملے مسجد بنالو اور جب وہ جگہ ملے گی جہاں تم بنانا چاہتے ہو تو اُسی کے سامان سے وہاں بنالینا۔ امرتسر کی جماعت نے ۸، ۹ ہزار روپیہ مسجد کے لئے جمع کیا ہوا ہے مگر پندرہ سولہ سال سے کسی خاص جگہ کے انتظار میں مسجد نہیں بنوائی اور یہی سوچ رہے ہیں کہ اسلامیہ سکول کے سامنے اتنی جگہ ملے تو بنوائیں گے۔ کئی نئے محلے امرتسر میں بن چکے ہیں مگر انہوں نے کہیں بھی مسجد نہیں بنوائی۔ چار پانچ سال ہوئے میں نے ان سے کہا کہ فلاں جگہ بنوالینی چاہئے تو انہوں نے کہا کہ جی وہ بہت دُور ہے وہاں کون جائے گا۔ خدا تعالیٰ کے گھر کے لئے یہ خیال کرنا کہ جگہ ایسی ہو اور عمارت، ایسی فضول بات ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُس کا گھر سادہ ہو۔ تم اپنے مکانوں پر بیل بُوٹے بنواتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے لئے اس کی ممانعت کی ہے وہ چاہتا ہے کہ صرف دیواریں ہوں اور چھت ہو خواہ کھجور کی شاخوں کی ہی ہو اس میں کسی ظاہری خوبصورتی کی ضرورت نہیں خدا کے ذکر کا حُسن ہونا چاہئے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں جہاں ہو سکے اور جس جگہ بھی ممکن ہو مساجد بنالیں پھر جب اچھی جگہ مل جائے گی اِسی سامان سے وہاں بنالیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ میرا گھر ایسا ہو، عمارت اس طرح کی ہو بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرے نام پر کوئی جگہ بنالو خواہ وہ کتنی سادہ کیوں نہ ہو۔ چند سال پہلے میں دہلی گیا تو وہاں ایک جگہ کی قیمت ایک روپیہ گز تھی میں نے وہاں کے دوستوں سے کہا کہ یہاں مسجد بنالو مگر انہوں نے کہا کہ یہاں کون آتا ہے۔ اب میں وہاں گیا تو اُسی کی قیمت پچاس روپیہ گز تھی میں نے دوستوں سے کہا کہ میں نے اُس وقت کہا تھا اگر لے لیتے تو کتنے فائدہ میں رہتے پس اِس طرح وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ جہاں بھی ہو فوراً مساجد تعمیر کر لینی چاہئیں۔

ہر احمدی قرآن کریم کا ترجمہ سیکھے

دوسری چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ میں نے خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں اعلان کیا تھا کہ اِن میں سے ہر ایک کو قرآن کریم کے ترجمہ کو پڑھنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئے مجھے یقین ہے کہ اگر ہماری جماعت قرآن کریم کے ترجمہ سے واقف ہو جائے تو کایا پلٹ جائے گی اِس کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے۔ خدام الاحمدیہ کو چاہئے کہ اس تحریک کو چلائیں اور

مجالس سے اِس کے متعلق رپورٹیں لیتے رہیں۔ بعض جماعتوں نے لکھا ہے وہ بھی اس کے لئے تیار ہیں بعض جگہ پڑھانے والے نہیں ملتے یا پڑھانے والا ایک آدھ ہے تو پڑھنے والے زیادہ ہیں اور وہاں ''ایک انار صد بیمار'' کی مثال صادق آتی ہے۔ دیہات میں بھی استادوں کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ کے لئے ایسے استاد مہیا کرنا جو ایک ایک آیت کر کے سالہا سال میں قرآن کریم کا ترجمہ ختم کرا سکیں تو مشکل ہے البتہ میری تجویز ہے کہ بعض ایسے استاد مقرر کئے جائیں جو مختلف مقامات پر دو دو ماہ ٹھہر کر ان لوگوں کو ترجمہ پڑھا دیں جو اِس عرصہ میں پڑھ سکتے ہوں اور پھر وہ آگے اپنے اپنے ہاں کے دوسرے لوگوں کو آہستہ آہستہ پڑھاتے رہیں۔

(الفضل ۲۸ رفروری، یکم مارچ ۱۹۴۵ء)

۱؎ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (بنی اسرائیل: ۳۸)

۲؎ بخاری کتاب الاذان باب فَضْل صَلٰوۃِ العِشَاء فی الجَمَاعَۃِ